بنت امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہا......ایمان افروز یادیں

بنت بستان عائشہ

میری سعادتوں کا یقین کر
میرے ماضی کا حال جان لے
مہک اُٹھتی ہیں یادیں میری
تو ذرا نام ’’گلستان‘‘ لے

جب بھی محسنانِ اُمّت کا ذکر ہوتا ہے تو بے اختیار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فرنگی سامراج اور اس کے کاشت کردہ فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی اور تاجِ ختمِ نبوّت کی حفاظت کا عظیم کام تاریخِ اسلام میں جگمگاتا نظر آتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کسی بھی بڑے کام کو سرانجام دینے میں اگر انسان کو اپنوں کا ساتھ میسر آجائے تو اگر جبلِ عظیم کو بھی تراشنا شروع کر دیا جائے تو وہ بھی اس ’’رحمتِ خداوندی‘‘ کی بدولت مانند موم ہو جاتا ہے۔ایسی ہی صورتِ حال امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو پیش آئی۔اس بات کی تصدیق امیر شریعت رحمہ اللہ نے ۱۹۵۶ء میں راولپنڈی کے ایک جلسۂ عام میں کی کہ:

’’میری بیٹی......جو ظاہری اسباب میں میری حیات کا باعث ہے، اللہ بیٹوں کو بھی سلامت رکھے مگر بیٹی سے مجھے بہت محبت ہے۔اس نے کئی بار مجھ سے کہا کہ اباجی! اب تو اپنے حال پر رحم کریں۔آپ کو چین کیوں نہیں آتا؟ کیا آپ سفر کے قابل ہیں، چلنے پھرنے کی طاقت آپ میں نہیں رہی۔کھانا، پینا آپ کا نہیں رہا، یہ آپ کا حال ہے، کیا کر رہے ہیں آپ؟ میں نے کہا تم نے میری دکھتی رگ پکڑی ہے۔میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں؟ بیٹا تم بہت خوش ہوگی؟ اگر میں چارپائی پر مروں۔میں تو چاہتا ہوں کہ کسی کے گلے پڑ کر مروں، تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں باہر نکلوں میدان میں اور یہ کہتا ہوا مر جاؤں ’’**لا نبیّ بعد محمد لا رسول بعد محمد لا اُمّۃ بعد اُمّۃ محمد**‘‘ عقیدۂ ختمِ نبوّت بیان کرتے ہوئے اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے موت آجائے۔**لا الٰہ الاّ اللّٰہ محمد رّسول اللّٰہ لا نبیّ بعدہ و لا رسول بعدہ**‘‘

حضرت امیر شریعت نے اپنی حیاتِ مستعار تحفظ ختمِ نبوّت میں لگا کر اسے حیاتِ ابدی میں بدل دیا۔وہ استقامت وخودداری اور ایثار وقربانی کی مجسم تصویر تھے۔یہی خوبیاں اُن کی تمام اولاد میں نظر آتی ہیں۔حضرت امیر شریعت

رحمہ اللہ نے واقعی اپنے قول کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت کی کہ دین کے راستے میں پہنچنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور پھر ''بی بی جان'' کو اپنے عظیم باپؒ کے زیرِ سایہ گھر میں جو دینی، روحانی اور علمی ماحول ملا، اس نے سونے کو کندن بنا دیا۔

اسی بنا پر ''بی بی جان'' کی نظر ہر لمحہ مسنون طریقہ زندگی گزارنے اور کافروں کی مخالفت کرنے پر رہتی تھی۔ وفات سے دو روز قبل بروز بدھ جامعہ بستانِ عائشہ کی کچھ معلمات ''بی بی جان'' کی زیارت اور نصائح سے فیض یاب ہونے کے لیے حاضر ہوئیں تو اُن کو بھی یہی نصیحت فرمائی کہ بیٹا! جب دین حاصل کر لیا اب نہ اس کے ذریعے دنیا کمانا اور نہ اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ اپنانا۔ دورانِ گفتگو یہود و نصاریٰ کی دوستی کی آڑ میں اسلام دشمنی اور اسلام کی رگ کاٹنے کے لیے نت نئے طریقوں پر فرمانے لگیں کہ ان کو نقصان ان کی اشیاء سے بائیکاٹ کر کے پہنچانا چاہیے۔ اہل اللہ کی نظر تو ہر لمحے اسی بات پر رہتی ہے کہ کوئی طریقہ یا کام ایسا نہ ہو جو نبی سے اور اس کے طریقے سے دور اور کفار کو خوش کرنے والا ہو۔

بی بی جان اعلیٰ پائے کی شاعرہ اور ادیبہ تھیں۔ قدرت نے ان کے قلم کو جو بانکپن دیا تھا اس جیسی زیبائی اور سجاوٹ ہر کہ و مہ کے بس کی بات نہیں۔ وہ ان صاحبِ طرز ادیبوں میں سے تھیں جن کی عظمت لیل و نہار کی کوئی گردش محو نہیں کر سکتی۔

حیاتِ امیرِ شریعت پر اُن کی معرکۃ الآراء کتاب ''سیّدی وَ اَبِی'' اُن کی وسعتِ علم اور استحضار کا لازوال شاہکار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قومی، سیاسی تاریخ، تحریکاتِ ملّی، خصوصاً حیاتِ امیرِ شریعت اور تاریخِ احرار کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف اور ان کا مستند ماخذ تھیں۔

بی بی جان نے بالکل صحیح فرمایا تھا:

دیدہ وروں نے جھانک کر دیکھا نہیں کبھی ادھر
درد و خلوص و مہر کی چھوٹی سی کائنات ہوں

اس عظیم ہستی کے بارے میں ہمیشہ یہ آرزو رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایسے ''انعامِ باری تعالیٰ'' سے فائدہ اٹھایا جائے۔

پھر کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں

بی بی جان نے جو چشمۂ علم و حکمت (جامعہ بستانِ عائشہ) جاری کیا وہ اُن کے رفعِ درجات کا سبب رہے گا اور دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اُن کے نام و کام کی صورت میں زندہ رہے گا۔ ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ تو کبھی پر نہ ہو گا لیکن ان کی پاکیزہ نورانی صورت اور ایمان افروز یادیں ہمیشہ دل میں رہیں گی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین